امام طبرانیؒ کی علمی مساعی اور جدید محققین کے لیے جہتِ تحقیق

The Scholarly Endeavors of Imam al-Ṭabarānī and the Direction of Research for Contemporary Scholars

Ghulzar Ahmad
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia,
MY University, Islamabad, Pakistan. rangshahqalandar@gmail.com
Dr.Muhammad Naveed
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies & Sharia,
MY University, Islamabad. h.m.naveed91@gmail.com

ABSTRACT
This article provides a comprehensive and coherent introduction to the life, scholarly contributions, and hadith legacy of Imam al-Ṭabarānī (d. 360 AH), one of the foremost muhaddithun of the fourth Islamic century. The study addresses scholarly discussions about his birthplace whether Tiberias (Ṭabariyyah) or Acre (ʿAkkā) and traces his lineage to the Yemeni tribe of Lakhm, explaining the origin of his nisbah, al-Ṭabarānī. It further clarifies his jurisprudential affiliation, affirming his adherence to the Shāfiʿī school while critically addressing claims of a Hanbali connection .The article highlights Imam al-Ṭabarānī's relentless pursuit of knowledge through extensive scholarly travels across Syria, the Hijaz, Iraq, Yemen, and Persia. His extraordinary network of over a thousand teachers and an equally large number of students demonstrates his pivotal role in hadith transmission. The study emphasizes his prolific authorship, particularly the Three Muʿjams (al-Muʿjam al-Kabīr, al-Muʿjam al-Awsaṭ, and al-Muʿjam al-Ṣaghīr), which remain foundational sources for later hadith scholarship .Importantly, this article is written to serve as guidance for contemporary researchers, showing how Imam al-Ṭabarānī's dedication, rigor, and scholarly discipline enabled him to achieve unparalleled mastery in hadith studies. By studying his life and works, modern scholars are encouraged to emulate his perseverance, meticulousness, and commitment to knowledge. The article concludes by discussing his death, longevity, and enduring intellectual legacy, reinforcing that his scholarly example remains a timeless source of inspiration for rigorous academic endeavor.

Keywords: Imam al-Ṭabarānī; Hadith Scholarship; Scholarly Travels (Riḥlah fī Ṭalab al-Ḥadīth); Contemporary Research Guidance; Perseverance in Scholarship۔

امام طبرانی کا ابتدائی تعارف:

ابن عماد، امام سمعانی و دیگر محققین امام طبرانیؒ کی ولادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؒ 260ھ کو شام کے شہر طبریہ میں پیدا ہوئے۔[1] جبکہ الزرکلی "الاعلام" میں لکھتے ہیں کہ امام طبرانی کی ولادت عکّا میں ہوئی اور اصل میں آپؒ کی نسبت طبریہ (شام) سے ہے۔"[2] آپؒ کی ولادت شام کے شہر طبریہ میں 260ھ کو ہوئی۔ اور یہ نسبت طبریہ کی طرف ہے اور طبری کی نسبت طبرستان کی طرف ہے"۔[3] امام طبرانی کی "کتاب الدعاء" میں ولادت کا تذکرہ ان الفاظ میں مذکور ہے کہ آپؒ کی ولادت 260ھ کو ماہ صفر میں طبریہ میں ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے عکّا میں ہوئی۔[4] عکّا: یہ علاقہ بحرِ شام کے ساحل پر واقع ہے۔ اور بہت حسین علاقہ ہے۔[5] تاہم امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ عکا کی رہنے والی تھیں۔[6] امام ذہبی، امام سمعانی، حافظ ابن کثیر، ابونعیم اصفہانی، ابن حجر عسقلانی اور دیگر محدّثین امام طبرانیؒ کا سلسلۂ نسب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ابوقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مُطَیرلخمی طبرانی"[7]

---

[1] ۔ابن عماد، امام، **شذرات الذھب**، (بیروت: دار ابن کثیر، للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، 1410ھ)، 310/4؛ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب، **معجم صغیر**، مترجم: عبدالصمد ریالوی، 13۔

[2] ۔الزرکلی، خیر الدین بن محمود، **الاعلام**، (لبنان: دار العلم للملایین، مؤسسۃ ثقافیۃ للتالیف والترجمہ والنشر، بیروت، 2002ء)121/3۔

[3] ۔ابی العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، **وفیات الاعیان** (بیروت: دار صادر، س،ن)407/2۔

[4] ۔الطبرانی، **کتاب الدعاء**، (لبنان: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1413ھ)5۔

[5] ۔الحافظ نور الدین الھیثمی، **مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**، 8/1۔

[6] ۔الامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذّھبی، **سیر اعلام النُبلاءِ**، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1417ھ)119/16؛ الحافظ نور الدین الھیثمی، **مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**، 8/1۔

[7] ۔امام ابی سعد عبد الکریم بن محمد ابن منصور التمیمی السمعانی، **الانساب**، (لبنان: دار الجنان، بیروت، 1408ھ)، 42/4؛ ابو الفداء الحافظ ابن کثیر الدمشقی، **البدایہ والنھایہ**، (لبنان: مکتبۃ المعارف، بیروت، 1412ھ)220/11۔

امام طبرانی کا نام سلیمان ،آپؒ کی کنیت ابو القاسم ہے،آپؒ کا سلسلہ نسب، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر لخمی، طبرانی ہے۔

آپ کو لخمی اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ آپؒ یمن کے مشہور قبیلہ لخم سے نسبی تعلق رکھتے تھے ،اور طبرانی کہنے کی وجہ یہ تھی کہ لخم کی ایک شاخ شام کے معروف شہر طبریہ میں آباد تھی جس کی وجہ سے آپ کو طبرانی کہا جاتا ہے۔[8]

امام طبرانیؒ کا فقہی مذہب:

امام طبرانیؒ کے فقہی مذہب کے بارے میں مختلف آراء ہیں، عام طور پر محدثین اور امام طبرانی کا فقہی مذہب وہی بیان کیا جاتا ہے جو آئمہ سنت نے بیان کیا ہے کہ آپ شافعی المسلک ہیں، تاہم بعض کہتے ہیں کہ آپؒ حنبلی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔اس کی وجہ شاید یہ ہوسکتی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بیٹے عبد اللہ بن احمد بن حنبل آپؒ کے شیوخ میں سے ہیں اس کے علاوہ آپؒ نے کئی آئمہ حنابلہ سے روایات کی ہیں۔ مزید برآں بقول حنابلہ امام طبرانیؒ نے امام احمد بن حنبلؒ کے اصحاب کی ایک جماعت سے احادیث مبارکہ کی سماعت کی ہے۔اور علامہ طبرانیؒ کو انہوں نے طبقہ ثانیہ میں شمار کیا ہے۔[9] مگر یہ بات کہ آپ حنبلی ہیں، صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ محمد بن جعفر الکتانیؒ واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں وہ یعنی امام طبرانی شافعی المسلک ہیں۔[10]

امام طبرانی کے اسفار علمی:

---

[8]۔ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، **محدّثین عظام حیات وخدمات**،(لاہور: النور رضویہ پبلشنگ کمپنی، دار النور مرکز الاویس، 1433ھ)421۔

[9]۔للقاضی ابی الحسین محمد بن ابی یعلی، **طبقات حنابلہ**،(القاھرہ: مطبعۃ السنۃ المحمدیہ، 5 شارع غیط النوبی، س،ن)50/2؛ سلیمان بن احمد بن ایوب، **المعجم الصغیر** مترجم: محمد شفیق الرحمٰن قادری رضوی،(لاہور: اشتیاق اے مشتاق پرنٹر، شبیر 2014ء)،7۔

[10]۔علامۃ امام سیّد الشریف محمد بن جعفر الکتانیؒ، **الرسالۃ المستطرفۃ**، (لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، 1414ھ)38۔شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی **"فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ"** (شارح: مولانا محمد عبد الحلیم چشتی)(کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، مشہور آفسٹ پریس، س،ن)80۔

آپؒ کو علمی اسفار میں بہت زیادہ مصائب و آلام کا سامنا کرناپڑا۔ دراصل امام طبرانیؒ کے والد خود محدّث تھے اور دُحیم (محدّث) کے شاگردوں میں سے تھے آپ کے والد کو بہت شوق تھا کہ طبرانی علم حدیث سے استفادہ کرے۔ امام طبرانیؒ نے پہلا سفر 275ھ میں کیااور مسلسل علم حدیث کے لیے سفر کرتے رہے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے، سولہ سال کی عمر میں محدّثین سے ملاقات کی اور اپنے فن میں ممتاز ہوگئے، احادیث مبارکہ جمع کیں اور کتابیں تصنیف کیں۔ آپؒ نے عمر طویل پائی۔ دور دراز علاقوں اور ملکوں سے علم حدیث کے لیے سفر کر محدثین آتے اور ان کا ہجوم لگا رہتا۔[11] حتیٰ کہ عبد العزیز دھلوی امام طبرانیؒ کے علمی اسفار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؒ نے 273ھ بمطابق(886ء) میں اپنے علمی سفر کا آغاز کیا۔ اور ملک شام، بصرہ، کوفہ، حرمین شریفین، اصفہان، اور یمن وغیرہ تک مختلف شہروں میں علمی سیر وسیاحت کی۔[12]

امام طبرانیؒ کے شیوخ واساتذہ:

امام سمعانی "الانساب" میں امام طبرانی کے کثیر اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں کہ "امام طبرانیؒ نے اپنے تمام اساتذہ کو جمع کیا(شیوخ کی فہرست بنائی) جن سے آپؒ نے حدیث مبارکہ کا سماع کیا تھاان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ابن خلقان کا بھی یہی کہنا ہے۔ جبکہ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ آپؒ کے شیوخ کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔[13] امام ذہبی "تذکرۃ الحفاظ" میں آپؒ کے اساتذہ کرام میں سے چند شیوخ

---

[11]۔ ذھبی، **سیر اعلام النبلاءِ**، 119/16؛ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانیؒ، **معجم صغیر**، مترجم: عبدالصمد ریالوی، 14۔

[12]۔ امام المحدّث عبد العزیز بن الاما ولی اللہ الدھلوی، **بستان المحدّثین**، (دار الغرب الاسلامی، س، ن)، 150; الزرکلی، **الاعلام**، 121/3۔ امام الحافظ الشیخ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی، **طبقات الحفاظ**(لبنان: دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1403ھ)373۔

[13]۔ امام سمعانی، **الانساب**، 43/4؛ الحافظ نور الدین الھیثمی، **مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**، (الریاض: مکتبۃ الرشد، 1413ھ)9/1؛ ذھبی، **تذکرۃ الحفاظ**، (ہند: حیدر آباد دکن، دائرۃ المعارف النظامیہ الکائنہ، 1334ھ)118/3؛ الحافظ نور الدین الھیثمی، **مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**، 9/1۔

کے ناموں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؒ کے اساتذہ میں "ابو عبدالرحمٰن النسائی، مقدام بن داؤد رعینی، علی بن عبدالعزیز البغوی، ہاشم ابن مرثد طبرانی، ادریس عطار، بشر بن موسیٰ، حفص بن عمر، یحیٰ بن ایوب بن العلاف، عبداللہ بن محمد بن ابی مریم وغیرہ شامل ہیں۔[14]

امام طبرانیؒ کے تلامذہ:

آپؒ کے اساتذہ کرام کی طرح آپؒ کے تلامذہ کی تعداد بھی ہزار سے متجاوز تھی۔ امام طبرانیؒ کے بے شمار شاگرد تھے، آپؒ کے علمی حلقہ احباب میں نہ صرف تلامذہ بلکہ آپؒ کے شیوخ اور وزراء بھی اکتساب فیض کرتے تھے۔ امام طبرانیؒ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں:

1۔ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی۔ آپؒ ثقہ ہیں اور بصرہ کے محدّث تھے، آپؒ کا وصال 305ھ کو ہوا۔

2۔حافظ ابن عقدہ احمد بن محمد کوفی۔ آپ نے 332ھ کو انتقال کیا۔

3۔ابن مندہ ابو عبداللہ محمد بن اسحٰق۔ آپؒ محدّث العصر تھے۔ آپؒ 395ھ کو وفات پائی۔

4۔امام جوال ابو بکر احمد بن عبدالرحمٰن شیرازی آپ صاحب کتاب الالقاب ہیں۔ آپ کا وصال 407ھ میں ہوا۔

5۔ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبھانی آپؒ صاحب التفسیر والتاریخ تھے، آپؒ کا وصال 410ھ کو ہوا۔

6۔ابو سعید بن محمد بن عمرو نقاش حنبلی اصبھانی۔ 414ھ کو رحلت فرمائی۔

7۔ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد اصبھانی آپؒ محدّث العصر اور حافظ الکبیر تھے، آپؒ 430ھ کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[15]

---

[14]۔ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، 121/3؛ سلیمان بن احمد بن ایوب، **المعجم الصغیر**، مترجم: محمد شفیق الرحمٰن قادری رضوی، 8۔

[15]۔الحافظ نور الدین الھیثمی، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین، 10/1۔

8۔ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن ریذۃ التاجر۔ وصال 440ھ کو ہوا۔

9۔ابو قاسم عبد الرحمٰن بن ابی بکر الذکوانی۔ آپ نے امام طبرانی کی اجازت سے روایت حدیث کی۔ آپ کا وصال 442ھ یا 443ھ کو ہوا اور ابن ریذہ کا وصال 440ھ کو ہوا۔[16]

اس کے علاوہ بھی کثیر تلامذہ ہیں جن کی بابت محققین نے لکھا ہے۔

امام طبرانیؒ کی تصانیف:

امام طبرانی کتبِ کثیرہ کے مصنف ہیں، ذیل میں کتب کے نام لکھے گئے ہیں:

1: المعجم الكبير 2: المعجم الاوسط 3: المعجم الصغير 4:وصية ابى هريرة ؓ 5: كتاب غرائب مالک 6: كتاب النوح 7: كتاب المناسک[17] 8:حديث ايوب 9:حديث مسعر 10: كتاب فضل العلم[18] 11:كتاب اخبار عبدالعزيز بن رفيع 12: ، حديث مالک بن دينار13: كتاب تفسير الحسن 14:فضائل الاربعة الراشدين15:كتاب اخبار عمر بن عبدالعزيزؒ 16: الصلوة على رسول ﷺ 17:كتاب الفرائض 18:كتاب فضل عكرمة 19: حديث شيبان 20: فوائد معرفةالصحابة 21: فضل رمضان 22:مسند ابى ذرؓ 23: مسند عائشةؓ 24:كتاب امهات النبیﷺ 25:كتاب دلائل النبوة 26:كتاب مسند سفيان 27:كتاب الاوائل 28:كتاب التفسير 29: كتاب الامارة 30:كتاب الطّوالات 31:كتاب السنة 32:حديث شعبة 33: مسند ابى ايوب الافريقى 34: مسند زياد الجصاس 35:مسند زافر 36:مسند ابن عجلان 37:مسند الحارث العكلى 38: جزء حريث ابن ابى مطر 39:جزوابان بن تغلب 40:احاديث ابى عمرو بن العلاء41: مسند عمارة بن غزية 42: مسند طلحة بن مسرف و جماعة 43:مسندروح ابن القاسم

---

[16]۔ایضاً، 11/1۔

[17]۔الطبرانی، **المعجم الکبیر**، مترجم: غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی، (لاہور: آصف صدیق پرنٹرز، پروگریسو بکس، 2016ء) 81/1۔

[18]۔الطبرانی، **المعجم الاوسط**، مترجم: غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی، 83/1۔

44: حدیث ابی سعد البقال 45: مسندالعبادلة 46:طرق حدیث من کذب علی 47:حمزة الزیات 48: مسند ابی اسحاق السبیعی 49: حدیث یحیٰ بن ابی کثیر - [19]

امام طبرانیؒ نے کثیر تصانیف اپنے نام کیں، لیکن افسوس کی بات یہ کہ آپ ؒ کی اکثر و بیشتر کتب منصّہ شہود سے اوجھل ہو گئیں ہیں۔ آپ ؒ کی تصانیف میں معاجم ثلاثہ کو ایک خاص اور نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ پس امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کثیر التصانیف تھے، سابقہ مصنفین و مؤلفین کی طرح آپ ؒ کی اکثر کتب محفوظ نہ رہ سکیں۔[20] آپ ؒ کی چند اہم کتب حسب ذیل ہیں:

1:المعجم الکبیر- 2:المعجم الاوسط- 3:المعجم الصغیر- 4:مکارم الاخلاق- 5:کتاب الاحادیث الطوال- 6:کتاب الاوئل- 7:کتاب الدعاء-821:فضائل الرمی و تعلیمه- 9:مسند الشامیین- 10:طرق حدیث من کذب علی-

1۔المعجم الکبیر:

آپ ؒ کی تمام تصانیف میں سے سب سے ضخیم اور ہر لحاظ سے بڑی کتاب المعجم الکبیر ہے۔[22] اس کتاب کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ترتیب پر لکھا گیا یعنی ان کی مرویات کے مطابق درج کیا گیا ہے لیکن امام طبرانی کی شہرت معاجم کے نام سے ہوئی۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ المعجم الکبیر کی 12 جلدیں ہیں جن میں 60 ہزار احادیث مبارکہ درج ہیں۔ ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ

---

[19]۔ ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، 3/120، 121؛ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی "**فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ**" (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، مشہور آفسٹ پریس، س،ن) 80، 81۔

[20]۔ الطبرانی، **المعجم الاوسط**، مترجم: غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی، 1/82۔

[21]۔ الطبرانی، کتاب الدعاء، 6۔

[22]۔ سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الصغیر، مترجم: محمد شفیق الرحمٰن قادری رضویؒ، 12۔

المعجم الکبیر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ کتب معاجم میں سے یہ سب سے بڑی معجم ہے، محدثین جب مطلقاً معجم کا نام لیتے ہیں تو اس سے ان کی مراد المعجم الکبیر ہی ہوتی ہے۔[23]

2۔ المعجم الاوسط:

المعجم الاوسط کو اساتذہ کرام کے ناموں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے ،اس کتاب میں امام طبرانیؒ نے ایک ہزار اساتذہ کرام کے غرائب کو مدون کیا ہے۔ مفرد اور غرائب سے مراد وہ احادیث مبارکہ ہوتی ہیں جو ایک ہی استاد کے پاس موجود ہوں اور دوسرے اساتذہ کرام ان سے ناآشنا ہوں المعجم الاوسط دار قطنی کی طرز پر ہے۔آپؒ نے ان احادیث مبارکہ میں عزیز، منکر، نفیس اور ہر قسم کی احادیث مبارکہ کو درج کیا ہے۔آپؒ نے ان احادیث مبارکہ کی ترتیب و تدوین میں انتھک محنت سے کام لیا ہے۔ اس کتاب کی چھ جلدیں ہیں۔امام ذہبی فرماتے ہیں کہ امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے:

" هٰذا الكتاب روحی فانّهُ تعجب عليه وفيه كل نفيس و عزيز ومنكر"

"یہ کتاب میری جان ہے اس میں آپؒ نے بہت محنت وکاوش سے کام لیا اس میں ہر قسم کی عزیز و منکر اور نفیس احادیث مبارکہ درج ہیں۔[24]

3۔ المعجم الصغیر:

المعجم الصغیر بھی المعجم الاوسط کی طرح شیوخ کی ترتیب پر مدون کی گئی ہے۔ ہر شیخ کی ایک حدیث مبارک درج کی ہے۔[25] امام طبرانیؒ کی معجم صغیر سب سے زیادہ مختصر ہونے کی وجہ سے مقبول عام ہے،اس کی ترتیب اساتذہ کے ناموں پر درج ہے۔اس کتاب میں انہوں نے

---

[23]۔ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی، **محدثین عظام حیات وخدمات**،(لاہور:النور رضویہ پبلشنگ کمپنی، دار النور مرکز الاویس، 1433ھ)425، 426۔

[24]۔ذہبی،**تذکرۃ الحفاظ**،3/119۔

[25]۔ایضاً۔

حروف تہجی کے موافق ایک ہزار سے زیادہ اساتذہ کی ایک ایک حدیث کو ترتیب دیا ہے اور آپ نے اس کتاب کے آخر پر بعض محدث خواتین کی بھی احادیث درج کی ہیں ان احادیث کی تعداد ڈیڑھ سے دو ہزار بتائی جاتی ہے۔ ابوالحسن الہیثمی نے اس کے زوائد کو علیحدہ ترتیب دیا ہے۔ المعجم الصغیر کے کئی نسخے مختلف لائبریریوں کی زینت ہیں، 1311ھ میں دہلی سے انصاری مطبع سے اس کی اشاعت ہوئی تھی۔[26]

4۔ مکارم الاخلاق:

امام طبرانیؒ نے اپنی کتاب مکارم اخلاق میں وہ احادیث مبارکہ اکٹھی کی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن خلق پر ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اپنے زندگی کردار کو اعلیٰ مقام پر فائز کر سکتا ہے اور دین و دنیا کی نجات اور کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتا ہے اس کتاب میں کل ابواب 44 ہیں اور ان ابواب میں 1239 احادیث مبارکہ ہیں۔ وہ مرفوع بھی ہیں اور غیر مرفوع بھی شامل ہیں۔ کتاب کے شروع میں تلاوت کلام مبارکہ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے اس کے بعد حسن اخلاق عاجزی نرم رویے اور اخلاق کے ساتھ ایک دوسرے سے پیش آنا، اور آخر میں ہمسایوں کے حقوق کو بڑی سختی سے بیان کیا گیا ہے علامہ مناوی اور علامہ ابن حجر عسقلانی جیسے علماء محدثین نے اپنی اپنی تصنیف و تالیف میں المعجم الصغیر کے حوالہ جات کو درج کیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت 1988ء میں دار الثقافتہ بیضاء سے ہوئی۔[27]

5۔ کتاب الاحادیث الطوال:

---

[26]۔ ابوالقاسم امام احمد بن ایوب بن مطیر، **معجم الصغیر للطبرانی**، مترجم: ضیاء الدین اصلاحی، **تذکرۃ المحدثین** (لاہور: دار البلاغ پبلشر اینڈ ڈسٹری بیوٹرز، 2014ء)497۔

[27]۔ سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الصغیر مترجم: (لاہور: محمد شفیق الرحمٰن قادری رضوی، 15۔

امام طبرانیؒ نے اپنی اس نایاب کتاب میں طویل احادیث مبارکہ کو اکٹھا کیا ہے ان کی تعداد 162 ہے،اس کے علاوہ حدیث مبارکہ کی اس کتاب میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ترجمہ ان کے فضائل و مناقب کو بھی درج کیا ہے۔ کتاب کے اوائل میں حضرت سلیمان فارسیؓ، حضرت جریر بن عبداللہ الجلی، حضرت عدی بن حاتم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان میں داخل ہونے کے واقعات اور دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دل کو چھو لینے والے واقعات تفصیل سے ملتے ہیں اور آخر میں خطبہ حجۃ الوداع فتح مکہ کا بیان بھی موجود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو جو خطوط لکھے تھے ان کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مؤرخین اور واعظین کے لیے یہ کتاب بہت سود مند ہے۔ کبار محدثین نے اپنی اپنی کتب میں اس کتاب کے حوالہ جات کو درج کیا ہے جن میں حاجی خلیفہؒ نے کشف الظنون میں، ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور معجم المفہرس میں اور علامہ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلا میں درج کیے ہیں ،اس کی اشاعت 1978ء کو دار المثنٰی بغداد شریف سے ہوئی۔[28]

6۔ کتاب الاوائل:

امام طبرانیؒ نے اپنی اس کتاب میں 88 احادیث کو جمع فرمایا ہے ،ان احادیث میں مقطوع، مرفوع اور موقوف احادیث مبارکہ موجود ہیں اور ہر حدیث پر ایک باب باندھا ہے اور اس باب کے تحت ایک ایک حدیث کو درج کیا ہے اور اس کتاب میں صرف ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ ہے جن میں کسی چیز کی ابتدا میں ہونے کا بیان ہے۔ اس تصنیف کی اشاعت 1403 ہجری کو موسسہ الرسالۃ بیروت سے ہوئی۔[29]

---

[28]۔ ایضاً،15۔

[29]۔ ایضاً،16۔

7۔کتاب الدعاء:

آپ ؒ کی یہ کتاب "الدعاء للطبرانی" کے نام سے مشہور ہوئی، یہ آپ ؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے ،اس کتاب میں ان دعاؤں اور وظائف کا تذکرہ ہے جن کو دن اور رات کو پڑھا جاتا ہے۔ کتاب کے اوائل میں دعا کی فضیلت ،آدابِ دعا اور اس کی شرائط کا تذکرہ ہے اور اس میں دعا مانگتے ہوئے دکھاوہ اور ریاکاری سے اجتناب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔[30]

8۔فضائل الرمی وتعلیمہ:

امام طبرانیؒ کی اس کتاب میں ابواب کی تعداد 16 ہے اور ان ابواب میں 62 حدیث درج کی گئی ہیں ان احادیث مبارکہ میں نشانہ بازی اسلحہ سازی اور تیر اندازی کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب کی ابتدا میں ارشاد باری تعالیٰ کا تذکرہ کیا گیا ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ[31]

اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیار رکھو جتنی قوّت تم سے ممکن ہو۔

امام طبرانیؒ نے اس کتاب میں جذبہ جہاد کی ترغیب دی ہے اور اس میں تیر اندازی کا استعمال اور اس کو چھوڑنے کے بارے میں یعنی بھُلانے کے بارے میں وعید اور سخت تاکید بھی ہے۔ اس کتاب میں ضعیف احادیث کو بھی درج کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام طبرانیؒ کا مقصد صرف نصوص کو اکٹھا کرنا تھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے "تلخیص الحبیر" اور" لسان المیزان" میں اور امام شمس الدین الذہبی نے سیر الاعلام النبلاء اور تذکرۃ الحفاظ میں اس کتاب کے حوالہ جات کو درج کیا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت 1413 ہجری کو دار الریان ، متحدہ

---

[30]۔ایضاً۔

[31]۔الانفال،60/8

عرب امارات سے شائع ہوئی اور دوسری اشاعت 1419 ہجری کو مکتبہ الملک فہد الوطنیہ سعودی عرب سے شائع ہوئی ہے۔[32]

9۔ مسند الشامیین:

امام طبرانیؒ نے اس کتاب میں کچھ اہل شام کے تابعین و تبع تابعین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مرویات کو اکٹھا کیا ہے۔ اس تصنیف لطیف میں 13736 احادیث کو جمع کیا ہے امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی معاجم ثلاثہ میں تفردات و متابعات کو بیان کیا ہے لیکن اس کتاب میں تفردات کا اور متابعات کا ذکر نہیں کیا۔ علامہ مناویؒ نے فیض القدیر میں، علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایۃ میں، علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ، تلخیص الحبیر، الاصابہ، الدرایۃ، تہذیب التہذیب اور لسان المیزانمیں اس کتاب کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔ یہ کتاب 1405 ہجری کو مؤسسۃ الرسالہ بیروت سے چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔[33]

10۔طرق حديث من كذب علی:

درج ذیل حدیث مبارکہ کی تحقیق کے بارے میں یہ کتاب ہے:۔

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا"

امام طبرانیؒ نے اس حدیث مبارکہ کو تقریباً 60 صحابہ کرام علیہم الرضوان سے نقل کیا ہے، سب سے پہلے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہے اور آخر میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت بیان کی گئی ہے، علمائے محدثین نے اس کتاب کے حوالہ جات کو اپنی کتب میں درج کیا ہے، علامہ حافظ عراقیؒ نے

32۔ سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الصغیر مترجم: (لاہور: محمد شفیق الرحمٰن قادری رضوی، 17۔

33۔ ایضاً۔

"شرح الفیہ" میں، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "تدریب الراوی" میں اور علامہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں، اس کتاب کے حوالہ جات درج کیے ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت 1410 ہجری کو دارِ عمان اردن سے اردن سے ہوئی ہے۔[34]

امام طبرانیؒ کی بابت علماء، محدّثین و محقّقین کی آراء:

حفظ و ثقاہت اور ضبط کے لحاظ سے آپؒ اپنے ہم عصر علماء علوم حدیث میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ اور آپؒ لاکھوں احادیث مبارکہ کے حافظ بھی تھے۔ علم حدیث کے علاوہ آپؒ دوسرے علوم میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ لیکن علماءِ علوم حدیث میں آپؒ اپنے ہم عصر محدثین سے بلند مقام رکھتے تھے۔ محدثین کرام بھی آپؒ کے علو اسناد اور وسعت علم کا اعترف کرتے تھے۔ آپؒ نے مختلف بلاد و اسفار طے کیے اور کمال لگن اور شوق و ذوق کے ساتھ علم حدیث کا سماع کرتے رہے اور بہت زیادہ محدثین سے استفادہ کیا، علم حدیث سے اپنے دامن کو لبریز کیا، جس کی وجہ سے آپؒ کی علمی ثقاہت اور حفظ و ضوابط کے علماء معترف تھے۔ ابن حجر عسقلانی امام طبرانی کی ثقاہت و ضبط اور عمر طویل کے بارے میں لکھا ہے۔[35] ابن خلکان "وفیات الاعیان" میں امام طبرانیؒ کی وسعتِ علمی کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"کان حافظ عصره"[36]

کہ آپؒ اپنے دور کے حافظ الحدیث تھے۔

---

[34]۔ ایضاً، 16۔

[35]۔ امام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **لسان المیزان**، (لبنان: مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، 1423ھ) 125/4؛ الحافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الکبیر**، /22۔

[36]۔ الطبرانی، **کتاب الدعاء**، 7۔

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپؒ کو "مسند الدنیا" فرمایا ہے۔[37] امام طبرانیؒ کی وسعتِ علمی کا اندازہ ابو العباس احمد بن منصور کے اس قول سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ انھوں نے امام طبرانیؒ سے تین لاکھ احادیث مبارکہ نقل کیں ہیں۔[38] السراج المنیر فی القاب المحدّثین میں سعد فہیمی احمد بلال امام طبرانیؒ کی ثقاہت اور اعلیٰ ذہانت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وکان ثقّة واسع الحفظ"[39]

آپ ثقہ اور وسیع حفظ والے تھے۔

امام ابن عقدہ سے کسی اصفہانی شخص نے مسئلہ پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ تم نے امام طبرانی سے سماع نہیں کیا؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں امام طبرانی کو نہیں جانتا۔ ابن عقدہ نے حیرانی سے کہا سبحان اللہ! اور اس سے کہا کہ امام طبرانی تمہارے شہر میں موجود ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے تم ان سے علم حدیث سے استفادہ نہیں کرتے اور ایسے ہی ہمیں ایذا دینے کے لیے آجاتے ہو۔ سن لو! امام طبرانی کا کوئی مثل اور نذیر میری نظروں نے نہیں دیکھا۔[40] امام سمعانی "الانساب" میں امام طبرانیؒ کی ثقاہت و ذہانت کی بابت رقمطراز ہیں:

"حافظ عصره وصاحب الرحلة"[41]

امام طبرانیؒ اپنے دور کے حافظ الحدیث اور علم حدیث کے لیے کثرت سے سفر کرنے والے تھے۔

37۔ ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، 118/3۔

38۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود، **آثار الحدیث**، (دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، 1988ء)، 338/2۔

39۔ سعد فہیمی احمد بلال، **السراج المنیر فی القاب المحدّثین**، (مکتبۃ التوبۃ، دار ابن حزم، س،ن) 247۔

40۔ ذہبی، **تذکرۃ الحفاظ**، 122/3، 123۔

41۔ امام سمعانی، **الانساب**، 42/4۔

ابو بکر بن ابی علی فرماتے ہیں کہ امام طبرانیؒ اس قدر مشہور و معروف ہیں کہ ان کے علم اور فضائل کی دلیل دینے کی ضرورت نہیں، آپؒ بہت زیادہ کتابوں کے مصنف اور وسیع العلم تھے۔[42] حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ امام طبرانیؒ علو اسناد اور احادیث کی کثرت میں پورے عالم اسلام میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔[43] امام طبرانیؒ کو ایک اور اعزاز یہ بھی حاصل تھا کہ آپؒ نے 60 سال تک اصفہان میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا آپؒ کے شاگردوں نے آپؒ سے حدیث کا سماع کیا، پھر ان شاگردوں کے بیٹوں نے اور پھر ان بیٹوں کے بیٹوں نے آپؒ سے علم حدیث کا سماع کیا۔ آپؒ نے تین نسلوں تک علم حدیث کو عام کیا۔[44]

محمد شفیق نے لکھا ہے کہ علماء کبار، علماء محدثین نے اپنی اپنی کتب میں امام طبرانیؒ کی تصانیف تالیف اور تحقیق کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے، جن میں بڑے بڑے محققین، مفسرین، مؤلفین اور مؤرخین شامل ہیں۔ علامہ بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ، ابن عساکر کی کتاب تاریخ دمشق، خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد، علامہ مناوی کی فیض القدیر، ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری، حافظ منذری کی الترغیب والتھذیب، علامہ ذہبی کی سیر اعلام النبلا، تذکرۃ الحفاظ، علامہ بدرالدین عینیؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف، یہ تمام کتب امام طبرانیؒ کی کتب کے حوالہ جات سے مزیّن ہیں۔ اس کتاب کی ضرورت ہر دور میں پڑتی رہی ہے اور پڑتی رہے گی اور آپؒ کی کتب کے حوالہ جات ہمیشہ پیش کیے جاتے رہیں گے۔[45]

امام طبرانی کی وفات:

42۔ الحافظ نور الدین الھیثمی، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین، 11/1۔

43۔ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانیؒ، **معجم صغیر**، مترجم: عبدالصمد ریالوی، 15

44۔ سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الصغیر، مترجم: محمد شفیق الرحمٰن قادری رضوی، 10۔

45۔ سلیمان بن احمد بن ایوب، **المعجم الصغیر**، مترجم: (محمد شفیق الرحمٰن قادری رضوی، 17۔

امام طبرانیؒ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ آپؒ کی زندگی کے آخری ایّام میں آپؒ کی بصارت چلی گئی تھی۔ چنانچہ آپؒ کہا کرتے تھے کہ زنادقہ (ملحدین) نے مجھ پر سحر کر دیا ہے۔[46] اسی طرح شاہ عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ فرقہ اسماعیلیہ والے اہل سنّت کے ساتھ بغض و دشمنی رکھتے تھے کیونکہ امام طبرانیؒ احادیث مبارکہ سے ان کا رد کرتے تھے۔انہوں نے امام طبرانیؒ پر سحر کر دیا، جس کی وجہ سے آپؒ کی بصارت چلی گئی۔[47] فوائد جامعہ میں شاہ عبد العزیز، امام طبرانیؒ کے وصال کا تذکرہ کرتے ہیں کہ امام طبرانیؒ نے 360ھ کو وصال فرمایا۔[48] امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں ابو نعیم کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ امام طبرانی نے ذوالقعدہ کے آخر میں 360ھ کو وصال فرمایا اور آپ نے "ایک سو سال اور دس ماہ" عمر پائی۔[49] حافظ ابو نعیم اصفہانی نے آپ کی نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔اور آپؒ ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حممۃ الدوسی کے مزار کے پہلو میں مدفن ہوئے۔[50]

خلاصۂ کلام:

امام طبرانیؒ کی حیاتِ مبارکہ، ان کے طویل اور مشقت بھرے علمی اسفار، حدیث کے حصول میں غیر معمولی محنت، اور معاجمِ ثلاثہ جیسی عظیم تصانیف اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہیں کہ علمِ دین کی حقیقی خدمت اخلاص، استقامت اور قربانی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس مقالے میں آپ کے شیوخ و تلامذہ کی کثرت، مختلف علمی مراکز سے استفادہ، علوِ اسناد، وسعتِ علم، ثقاہت اور حفظ کے اعلیٰ مقام کو واضح کیا گیا ہے، جس پر محدثینِ کرام نے آپ کو اپنے عہد کا حافظ الحدیث اور مرکزی محدث قرار

46۔ ذھبی، **سیر اعلام النُبلاءِ**، 127/16؛ الحافظ نور الدین الھیثمی، **مجمع البحرین فی زوائد المعجمین**، 13/1۔

47۔ محمد معظم رشید اسدی، **مذاہب المحدّثین**، (لاہور: مکتبہ زاویہ، 10 مرکز الاویس، 1427ھ)، 110۔

48۔ شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی "فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ "80۔

49۔ ذھبی، **تذکرۃ الحفاظ**، 122/3۔

50۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود، **آثار الحدیث**، (دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، 1988ء)338/2؛۔ الدمشقی، ابو الفداء الحافظ ابن کثیر، **البدایہ والنھایہ**، (لبنان: مکتبۃ المعارف، بیروت، 1412ھ)220/11۔

دیا۔تاہم اس تحریر کا اصل پیغام عصرِ حاضر کے محققینِ اسلام کے لیے ایک بیدار کن دعوت ہے کہ جب ایک دور میں محدود وسائل، طویل اسفار اور بے شمار صعوبتوں کے باوجود امام طبرانیؒ نے علمِ حدیث کا ایسا عظیم سرمایہ محفوظ کر دیا، تو آج جدید ٹیکنالوجی، کتبِ حدیث کے ڈیجیٹل ذخائر اور تحقیق کے آسان ذرائع کی موجودگی میں اہلِ علم پر یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ اسی جذبۂ تحقیق، محنت اور استقامت کو اختیار کرتے ہوئے علمِ دین کی اشاعت، خدمتِ حدیث اور تحقیقی میدان میں نئے علمی کارنامے سرانجام دیں۔یوں امام طبرانیؒ کی علمی زندگی، اپنے علمی ورثے کی دائمی افادیت کے ساتھ ہر دور کے محققین کے لیے مشعلِ راہ اور مسلسل تحریک کا سرچشمہ ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.